مولای صل وسلم دائما ابدا　　درس حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

بشارتیں، غزوۂ احد، اور صحابہؓ کی جانثاریاں

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۵ سائیڈ اے ۸۳ - ۱۰ - ۱

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَأَیْتُ یَدَ طَلْحَۃَ شَلَّاءَ وَقٰی بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ [1]

اور حضرت قیس بن ابی حازم (تابعی) کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت طلحہ رضؓ کا وہ ہاتھ دیکھا جو (سالہا سال بعد بھی) بالکل بیکار اور شل تھا انھوں نے اس ہاتھ سے غزوۂ احد کے دن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (کفّار کے حملوں سے) بچایا تھا۔

سابقہ درس سے ربط

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر تھا کہ وہ اُمت کے اُن حضرات میں داخل ہیں کہ جن کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت کی ضمانت دی ہے، بشارت نہیں بلکہ ضمانت، ایسے پوری اُمّت میں صرف دس حضرات ہیں، چاروں خلیفہ اور حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو عُبیدہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد اور سعید رضی اللہ عنہم سعد یہ سعد بن ابی وقاص ہیں جنھوں نے عراق اور ایران فتح کیا اور سعید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وہ بہنوئی ہیں جن کے یہاں حضرت عمر نے اسلام قبول کیا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا مَیں نے بتلایا تھا کہ اسلام میں جو دوسری باقاعدہ لڑائی ہوئی ہے اُحد کے موقع پہ اس میں

[1] مشکوٰۃ ص ۵۶۵

مُشرکینِ مکّہ نے اپنی بدر کی شکست کا انتقام لیا، اس میں بہت حضرات نے بہت بہادری دکھائی۔

اُحد میں حضرت حمزہ رضؓ کی بہادری

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تو کفّار کے جو ستر آدمی مارے گئے تھے اُن میں سے فقط حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بتیس ۳۲ آدمی مارے تھے پھر اُنھیں شہید کر دیا دھوکے سے وحشی نے، تیر کی طرح کا ایک چھوٹا سا نیزہ نکلا تھا تیر کی طرح کا جسے مارا جا سکتا تھا ہاتھ سے اس کو حربہ کہتے ہیں اُس سے اس نے وار کیا چھپا ہُوا بیٹھا تھا اور صحیح نشانے پر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔

اُحد میں حضرت طلحہ رضؓ کا کارنامہ

دوسرا کارنامہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کئی چوٹیں آئیں ایک زخم تو آیا تھا خود کی وجہ سے جس سے خُون نکلتا رہا دیر تک، اور دوسری ضرب آئی تھی دندان مُبارک پر جس سے دندان مُبارک کے بیچ میں سے جھری پڑ گئی۔ دانت ٹوٹا کوئی نہیں تھا۔ نشان پڑ گیا تھا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُوپر پہاڑی پر محفوظ جگہ لے گئے۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اِن حضرات نے علاج کیا، لیکن راستے میں یہ ہُوا کہ تیر آتے رہے اور حضرت طلحہ رضؓ کے پاس ڈھال نہیں تھی تو ہر دفعہ وہ اپنا ہاتھ آگے کرتے رہے ایک دفعہ اگر چوٹ لگ جائے تو دوبارہ پھر اُسی طرح آدمی ہاتھ آگے کر دے یہ بے حد مشکل کام ہے اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کے دستِ مُبارک کی کھال اُڑ گئی جو دوبارہ زندگی بھر نہیں آئی۔

حضرت طلحہ رضؓ کی شہادت کا واقعہ

اگلی بات یہ ہے کہ وفات اُن کی شہادت سے ہُوئی اور واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستِ مُبارک پر اُنھوں نے بیعت کی، یہ مدینہ منوّرہ میں تھے اُس سال حج کے لیے بھی نہیں گئے حضرت زبیر رضؓ بھی تھے۔ مدینہ شریف ہی میں وہ بھی نہیں گئے اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضؓ کی حیات میں باغی اندر آگئے مدینہ میں اور اُنھوں نے سب کا محاصرہ کر لیا۔

حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ کا بھی جسے "دار" کہتے ہیں یومَ الدّار بھی کہلاتا ہے۔ بڑا مکان تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سات سو آٹھ سو آدمی تھے بیٹھے اس میں جن سے خطاب کیا تو بڑی جگہ ہو گی اور محاصرہ کرنے والے جو تھے وہ مصر سے آئے ہُوئے باغی تھے، باقی سب

حضرات کو اُنھوں نے ساتھ رکھا تاکہ اِدھر اُدھر نہ ہونے پائیں جانے نہ پائیں ان کا بھی گویا ایک طرح گھیراؤ تھا

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے سے انکار کی وجہ

اُن (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے دوران واقعہ شہادت سے پہلے اس گڑبڑ کے زمانے میں مدد کی ضرورت پڑی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو پیغام دیا گیا تو اُنھوں نے انکار کر دیا کہ مَیں نہیں مدد کے لیے آؤں گا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بہت ہی سخی تھے سخاوت بہت زیادہ تھی ان کا روپیہ تھا کچھ باقی بیت المال کی طرف وہ روک رکھا تھا کوئی وجہ ایسی ہوگئی ہو گی کہ جس کی وجہ سے رقم رُکی ہُوئی تھی تو وہ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں میں مدد کے لیے نہیں آؤں گا جب تک کہ میری پُوری رقم جو واجب ہے ادا نہ کر دیں

ان کو یہ توقع نہ تھی کہ باغی شہید کر ڈالیں گے

اس کی وجہ کیا تھی اس کی وجہ بظاہر یہ لگتی ہے کہ اصل میں اُن کے خیال میں بھی نہیں تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لوگ شہید کر دیں گے بس یہ تھا کہ جمع ہوئے ہیں ہڑبونگ ہے یہ ایک، اور مسلح تھے ٹھیک ہیں یہ بھی نماز کو جاتے تھے تو ہتھیار ساتھ لے جاتے تھے یہ کیفیت تھی لیکن یہ کہ امیر المؤمنین پر حملہ آور ہوں اور اُنھیں شہید کر دیں یہ اُن کا خیال نہیں تھا۔

شہادت کا صدمہ

جب واقعہ شہادت ہوگیا تو پھر اُن کے ذہن پر اتنا بوجھ ہُوا کہ جو اِن کی برداشت سے باہر تھا۔ یہ چیز پیش آئی کہ جو اِن کے خیال میں بھی نہیں تھی۔

بزدل باغیوں کے خلاف کارروائی سے روک دیا

اور ہے بھی بُزدلی کہ اس طرح سے گھر میں گھُس کر مار دیں کہ دروازے انھوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے کھُلے چھوڑ دیئے ہوں، سب کچھ کیا ہُوا اُنھوں نے پھر اس طرح سے کہ منع کر دیا (اپنے ساتھیوں کو) کہ ہتھیار نہ اُٹھانا حکم دے دیا ہو کہ ہتھیار نہ اُٹھانا اپنے غلاموں سے فرمادیا جو غلام میرا ہتھیار پھینک دے بند کر دے رکھ دے وہ آزاد ہے اور میں تمہارا امیر المؤمنین ہوں، میں حکم دیتا ہوں کہ ہتھیار نہ اُٹھانا سب کچھ وہ فرماتے تھے اور دروازے بھی اُنھوں نے کھُلے چھوڑ دیے تھے اور پھر یہ گھس کے ایک ایسے شخص کو جنکی عمر مُبارک اسّی سے متجاوز تھی ان پہ ہتھیار اُٹھائیں

یہ بڑی بُزدلی ہے اور اسلام کے خلاف ہے تو یہ اِن کے تصوّر میں بھی نہیں تھا۔

قاتلِ طلحہؓ مروان اور اس کے والد کا تذکرہ

اچھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک شخص تھا مروان، مروان کے والد حَکَم یہ فتح مکہ ــــ جب ہُوا ہے تو اُس وقت بہت سے لوگ مُسلمان ہو گئے اور یہ اسلام اُن کا دنیا داری تھی ایک طرح سے کہ اُنھوں نے دیکھ لیا کہ اَب ہم مغلوب ہو گئے اور دارالخلافہ جیسی جگہ پر قبضہ ہوگیا تو ہم ہار گئے اِس لیے بہت سے لوگ یونہی مُسلمان ہو گئے۔ سیاسی اور حکومت کے غلبہ کی بنا پر اَب ایسے ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو ایسے مُسلمان ہُوئے تھے اُن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑے طریقہ سے پکّا مُسلمان بنایا، ایک تو آپ کے ساتھ یہی بڑی چیز تھی کہ قریب آئے اور دیکھا آپ کو تو دِلوں میں عظمت بیٹھ گئی لیکن یہ تو وہ لوگ تھے کہ جو خاندان کے تھے اجنبی نہیں تھے۔ جنھیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بچپن نہیں دیکھا جوانی نہیں دیکھی کوئی حصّہ عمر کا پوشیدہ رہ گیا ہو ایسا نہیں ہُوا۔

ہاں یہ بات ضرور تھی کہ آٹھ سال سے جو مدینہ منوّرہ میں آپ قیام فرما تھے اُس دَور میں نہیں دیکھا تو اُس دَور میں جوجوان ہُوئے بچّے سے اُنھوں نے نہیں دیکھا۔

اسلام پر پختہ کرنے کا حکیمانہ طریقہ

اور اِن کا اسلام کا پُختہ کرنے کا طریقہ آپ نے یہ کیا کہ اِن کو آپ دیتے رہے جو مانگا دے دیا روپیہ پیسہ، اب روپیہ پیسہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کی بہت سے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ نہ ضرورت ہو تو بھی عزیز ہوتا ہے اور جو دے سخی آدمی تو اس سے ہر آدمی کچھ نہ کچھ توقعات وابستہ کر لیتا ہے کہ یہ سخی ہے ضرورت کے وقت کام آسکتا ہے تو اُنھوں نے ایسی سخاوت دیکھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کہ ویسی سخاوت نہ دیکھی تھی نہ سُنی تھی۔ سو سو اُونٹ دے دیے آپ نے اپنے حصّہ سے بھی سو سو اُونٹ دے دیے اور بہت سونا، بہت چاندی، بہت جانور ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آیا اُس نے آکر یہاں کا نہیں ہے کسی اور جگہ کا ہے یہ واقعہ اُس نے آکر عرض کیا کہ مجھے جناب کچھ دیجئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس اتنی بکریاں ہوں کہ وادی بھر جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو بکریاں دے دیں بہت ساری وہ مُسلمان تو تھا نہیں ایک

سائل تھا مانگا تھا اُس نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازہ ہُوا ہوگا یا علم ہُوا ہوگا کہ اِس کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گا۔ بہرحال آپ نے عطا فرمائیں وہ گھر آیا گھر آکر کہنے لگا اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ آپ کو یہ اندیشہ ہی نہیں ہوتا کہ میرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ دینے والے کو سب سے بڑی فکر یہ ہوتی ہے کہ ہمارا خزانہ ہی خالی نہ ہوجائے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی بات تھی کہ وہ اتنا دیتے ہیں کہ یہ اندیشہ ہی نہیں ہوتا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا اور پھر وہ مسلمان ہوگیا اور ارشاد بھی فرمایا کہ اَتَأَ لَّفُهُمْ میں انہیں اپنے سے مانوس کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے صحابہ کرام جن کی وجہ سے بظاہر یہ فتح ہوئی لشکری تھے ان لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ ان لوگوں کو میں زیادہ اِس لیے دے رہا ہوں کہ یہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں ابھی پختگی تو آئی نہیں پختگی آتی ہے جب کوئی چیز دیکھ لے اُس کی خوبیاں سمجھ میں آجائیں پھر پختہ ہوتا ہے آدمی ابھی اُنھوں نے اسلام کو اندر سے دیکھا ہی نہیں نام ہی سُن رہے ہیں صرف تو جب یہ اسلام سے واقف ہوجائیں گے جب قریب آئیں گے تو پھر اُن کا اسلام پختہ ہوجائے گا، چنانچہ ان میں جن لوگوں کا ذکر آتا ہے حدیثوں میں اور اُن کے حالات میں یہ آتا ہے کہ اَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ اسلام قبول کیا اور اُس کا اسلام بھی اچھا رہا۔ یعنی یہ ساتھ ساتھ اُس کے نوٹ ہوتا ہے کہ حَسُنَ اِسْلَامُهٗ یہ جملہ اتنا سا بڑھا ہُوا ہوتا ہے، حضرت ابوسفیانؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے اِن کے بارے میں بھی یہی ہے کہ اَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ

مروان کے والد کی حرکتیں

اچھا مروان کا یہ تھا کہ اِس کا باپ حَکَم وہ مسلمان ہوتے اُسی دوران لیکن وہ سچے دِل سے نہیں کچھ مذاق بھی کرتے رہتے تھے تھوڑا بہت، تو مروان کا یہ ہُوا کہ اِس کے والد مسلمان ہوئے، لیکن وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ تجسس کیا کرتے تھے کہ اَب کیا کر رہے ہیں اَب کیا کر رہے ہیں اور تجسس اِس لیے نہیں کہ میں پیروی کروں بلکہ تجسس ایسے کہ کوئی چیز پکڑوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناگوار گزرا تو آپ نے فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ نقل اُتار رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے چلتے ہیں بطور مذاق کے (العیاذ باللہ) آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ناگوار ہی گزری طبیعت مبارکہ پر ورنہ بالکل حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهٖ

قَطُّ اپنی ذات کے لیے تو کبھی بھی آپ نے بدلہ نہیں لیا تھا اور یہ بھی بدلہ نہیں ہے کہ تم یہاں سے وہاں چلے جاؤ تو اُن کو بھیج دیا طائف مروان کو بھی یہ ساتھ لے گئے۔ مروان پیدا ہو چکا تھا۔

مروان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہا

آٹھ دس سال کا تھا اِس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی تھی یہ محروم رہا اِس کے باپ بھی پُوری عقیدت سے مُسلمان نہیں ہوئے تھے ورنہ اور آدمی تو اپنے بچّوں کو بھی لا رہے تھے ملا رہے تھے جو لوگ صحیح طرح مُسلمان ہوئے تھے اور یہ ایک رسمی مُسلمان تھے صرف، اُس وقت تو اُن کو آپ نے جلاوطن کر دیا تھا فرمایا طائف چلے گئے

مروان اور حکم کی حضرت عثمان رضؓ سے رشتہ داری تھی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ان سے رشتہ داری تھی حضرت عثمان رضؓ نے سفارش کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مدینہ آپ واپس آگئے تو فرمایا اچھا بُلاؤ، بُلا سکتے ہو بُلانا چاہو تو بلا لو اجازت ہے یعنی وہ خفگی جو تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کم ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ بُلانا چاہو تو بُلا لو، ابوبکر رضؓ کا دور گزر گیا، حضرت عمر رضؓ کا دور گزر گیا حضرت عثمان رضؓ کا دور بھی آدھا گزر گیا تو اس کے بعد حَکَمؓ کی خواہش ہوئی کہ میں مدینے آجاؤں تو پھر حضرت عثمان رضؓ نے اس کو بلا لیا، اَب وہ حَکَمؓ اور مروان اسکا بیٹا دونوں آگئے۔

مروان بہت تیز اور جذباتی انسان تھا

مروان بہت ہشیار تیز آدمی تھا مگر معلوم یہ ہوتا ہے اسکے حالات پڑھکر کہ جذباتی بڑا تھا بس جوش آیا جذبہ آیا جو دماغ میں آیا وہ کر گزرا یہ اِس کی بیماری تھی تیز آدمی تھا۔ ذہین تھا مگر یہ اس میں خرابی تھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری دَور میں بہت سی خرابیوں کا سبب یہ بھی بنا ہے۔ مروان کو یہ پتا تھا کہ حضرت طلحہ رضؓ سے جب ہم نے مدد مانگی تھی تو اس وقت اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ نہیں مَیں نہیں مدد کرتا اور اس کی وجہ صرف عارضی خفگی تھی باغیوں کی ہمدردی یا طرفداری نہ تھی لیکن اسکے دماغ میں یہ غلط بات بیٹھ گئی کہ یہ باغیوں کے طرفدار تھے اسلیے وہ اُنکو قاتلین عثمان رضؓ سے سمجھتا تھا حالانکہ ایسی بات بالکل نہیں تھی جنگِ جمل کے موقع پر اسی مروان بن حکم نے ان کو تیر مارا جس سے وہ زخمی ہوگئے اور اسی زخم سے اُنکی شہادت ہوگئی انکی شہادت کے بعد مروان نے حضرت عثمان غنی رضؓ کے صاحبزادے کو خطاب کرتے ہوئے کہا تمہارے والد کے قاتلوں میں سے ایک سے میں نے بدلہ لے لیا اور یہ بھی کہتا تھا کہ آج کے بعد خُون کا بدلہ طلب نہیں کرونگا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو صحابہ کرام کی محبت اور آخرت میں انکا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین